مولانا سیف الرحمٰن الفلاح قسط نمبر ۱

قبروں کو پختہ بنانے کے متعلق قرآن وسنت کا فیصلہ

قبر پرستی کی وبا

شرک ایک ایسی مہلک مرض ہے۔ کہ اس کے ہوتے ہوئے انسان کی تمام عبادت حالت میں مل جاتی ہے۔ جب سے نوع انسان کی تخلیق ہوئی ہے۔ اس وقت سے شیطان ملعون اس اشرف المخلوقات کو عقیدۂ توحید سے منحرف کر کے شرک میں مبتلا کرنے میں مصروف ہے۔ اس کے دام تزویر سے محفوظ رکھنے اور شرک کی گندگی سے بچانے کی خاطر اللہ تعالےٰ نے لاتعداد انبیاء ورسل کو بنی نوع انسان کی جانب بھیجا۔ سب سے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود مسعود سے مشرف کیا۔ اور آپ پر وحی کا نزول فرمایا۔ اس وقت خانۂ خدا بتوں کی گندگی سے بھرا پڑا تھا۔ ہر قبیلہ کے الگ الگ اور ہر کام کے لئے الگ الگ بت مقرر تھے۔ کسی کو بارش برسانے والا مانتے تھے۔ کسی کو رازق تصور کرتے تھے۔ اور کسی کا اولاد پر مکمل کنٹرول سمجھتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس جاہل قوم کو شرک کی گندگی سے پاک کر کے عقیدۂ توحید سے روشناس کیا۔ بتوں کی بیچارگی اور عاجزی کا ذکر کیا۔ اور اللہ رب العزت کی قدرت اور مشیت سے روشناس کیا۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات طیبہ میں جزیرۂ عرب شرک کی نجاست سے پوری طرح پاک ہو گیا۔ مگر آپ کی رحلت کے بعد شیطان نے پھر دجل وفریب کے جال میں مسلمانوں کو پھنسا کر شرک پر لگایا۔ چنانچہ قبر پرستی، بت پرستی، ہوس پرستی، زر پرستی اور نفس پرستی وغیرہ کی صورت میں دوبارہ اس کا بیج بویا۔ اور اب قیامت تک اس کی آبیاری کرتا رہے گا۔ چنانچہ آج مسلمان قوم بزرگوں کی تعظیم کی صورت میں قبر پرستی میں مبتلا ہے۔ حالانکہ ہر زمانہ میں بزرگان دین اور آئمہ کرام نے اس سے سختی سے منع کیا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے ساری عمر شرک کے خلاف قلمی اور لسانی جہاد کیا۔ ان کا ایک رسالہ کتاب الزیارۃ اس کی پوری پوری

عکاسی کرتا ہے۔ یہی وہ رسالہ ہے جس کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کی مجھے سعادت حاصل ہوئی ہے۔ جو ماہنامہ "ترجمان الحدیث" میں قسط وار شائع ہوتا رہا ہے۔

رسالہ شرح الصدور

یہ دوسرا رسالہ ہے۔ جس کا ترجمہ کرنے کے لئے قلم ہاتھ میں تھاما ہے۔ یہ بھی شرک و بدعات کی تردید میں ہے یہ امام محمد بن علی بن عبداللہ جو امام شوکانی کے نام سے مشہور ہیں۔ کی تصنیف ہے۔

مصنف کے حالات کی ایک جھلک

آپ بارھویں صدی ہجری کے ربع آخر کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ اور تقریباً پون صدی تک اپنی علمی ضیاء سے کائنات ارضی کو منور کرنے کے بعد ۱۲۵۰ھ کو اپنے خالق حقیقی کے بلاوا پر عالم آخرت کو سدھار گئے۔ آپ نے صغر سنی میں ہی قرآن کریم کو زبانی یاد کر لیا۔ بعد ازاں متعدد اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ ان سے علم تجوید، قرأت، تفسیر قرآن اور حدیث کا علم مکمل حاصل کیا۔ پھر فقہ، اصول فقہ، علم بلاغت، منطق، ادب اور علم مناظرہ میں مہارت تامہ حاصل کی۔ آپ نے کسی علم کو بھی ادھورا نہیں چھوڑا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ اپنے ہمعصروں سے علوم شریعت میں گوئے سبقت لے گئے۔ تحصیل علم سے فارغ ہو کر مسندِ تدریس پر براجمان ہوئے۔ اور ساتھ ساتھ اشہب قلم کو میدان قرطاس میں دوڑانے لگے۔ ساری عمر یہی مشغلہ رہا۔ حتیٰ کہ ان کے حقیقی مالک کی طرف سے موت کا بلاوا آگیا پھر سب کچھ چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ۔

آپ کی تدریس اور تصنیف سے بے شمار اور لاتعداد لوگوں نے فائدہ حاصل کیا۔ آپ کی تصنیفات کی فہرست کافی طویل ہے۔ ان میں سے چند مشہور کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار۔ ۲۔ ارشاد الفحول فی علم الاصول ۳۔ الدّر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید ۴۔ مفید المستفید فی رد علی من انکر الاجتہاد من اھل التقلید ۵۔ رسالہ شرح الصدور فی تحریم رفع القبور۔

اس رسالہ کا موضوع

مصنف رحمہ اللہ نے اس رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے۔ کہ جب کبھی مسلمانوں کا کسی مسئلہ میں آپس میں نزاع پیدا ہو جائے تو اس کا فیصلہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے کرایا جائے۔ کیونکہ کتاب و سنت ہی صحیح معنوں میں عادل، قاضی اور جج ہیں۔ کیونکہ حق و باطل کی تمیز کے لئے یہ کسوٹی ہیں۔ عالم، مجتہد

اور علامہ سبحی پر تنقید اسی کسوٹی سے کی جاسکتی ہے۔ پھر اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے۔ کہ قبروں کو اونچا کرنا اور ان پر گنبد بنانا شرعاً ناجائز ہے۔ پھر یہ ذکر کیا ہے۔ کہ قبروں پر گنبد وغیرہ جو نظر آئیں ان کا مسمار کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ اور انبیاء علماء اور صلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا ممنوع ہے۔ ایسا کرنے والا ملعون ہے۔ آخر میں بتایا۔ کہ اس سے کئی فتنے ابھرتے ہیں۔ اور کئی بدعات اس کی کوکھ سے جنم لیتی ہیں۔ اور یہ شرک کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ ہمیں ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔ اب ہم اس رسالہ کا اردو ترجمہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ترجمہ شرح الصدور

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ المطہرین وصحبہ المکرمین

نزاع کو ختم کرنے کا طریقہ

اما بعد! آپ کو یہ علم ہونا چاہیئے۔ کہ جب مسلمانوں کا باہمی کسی مسئلہ میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ کہ آیا یہ بدعت ہے یا سنت۔ مکروہ ہے۔ یا مستحب۔ حرام ہے یا حلال وغیرہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد سے آج تک یعنی چودہ صدیوں تک مسلمانوں کے سلف اور خلف اس معاملہ میں متفق رہے ہیں۔ کہ جب آئمہ مجتہدین کا دین کے کسی مسئلہ میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ تو اس کے فیصلہ کے لیئے کتاب وسنت کی طرف رجوع کیا۔ اور ان دونوں کا فیصلہ ناطق اور قطعی ہوگا۔ چنانچہ اللہ رب العزت کی مقدس کتاب اس امر کی شہادت دیتی ہے۔

فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول (النساء ع ۸)

اگر (دین کے کسی مسئلہ میں) تمہارا آپس میں نزاع پیدا ہو جائے۔ (تو اسے ختم کرنے کے لیئے) اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔ اللہ کی طرف لوٹانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کی کتاب کا فیصلہ تسلیم کرو۔ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد آپ کی سنت مبارکہ کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔ چنانچہ اس امر میں تمام مسلمان متفق ہیں چنانچہ جب کوئی ایک مجتہد کہے۔ کہ یہ کام حلال اور مشروع ہے۔ اور دوسرا اس کی حرمت پر مہر ثبت کرے۔ تو دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر برتری اور فوقیت حاصل نہیں ہوگی خواہ اس کا علم دوسرے سے زیادہ ہو۔ یا اس سے عمر میں بڑا ہو۔ یا اس کا زمانہ مقدم ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ دونوں اللہ کے بندے ہیں۔ اور دونوں شریعت مطہرہ کے احکام کے

پابند ہیں۔ اور جو کچھ اللہ کی کتاب اور سنت رسول بیان کرتی ہے۔ اس کے مطابق عبادت کرنے کے پابند ہیں۔ ان سے وہی کچھ مطلوب ہے۔ جو اللہ کے دیگر بندوں سے مطلوب ہے کسی کا علامہ ہونا اور درجہ اجتہاد پر فائز ہونا یا اس سے بھی بلند و بالا مقام پر فائز ہونا۔ اس سے شریعت کے وہ احکام جو اس نے اپنے بندوں کے لئے مشروع قرار دیے ہیں۔ ساقط نہیں کر سکتا۔

علماء اور عوام سب شریعت کے پابند ہیں

اسی طرح اس کو اس کے مکلف بندوں سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ عالم کا علم جوں جوں ترقی کرتا ہے۔ اس کی ذمہ داریوں اور فرائض میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن عوام کے سر پر اتنی بڑی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ہوتا۔ اگر ایسے نہ ہوتا تو اللہ تعالےٰ شریعت مطہرہ کے احکام لوگوں کے سامنے بیان کرنے کی ان کی ڈیوٹی نہ لگاتا اور حق کی وضاحت کے لئے ان کو مکلف نہ بناتا۔ حالانکہ اللہ عزوجل نے شریعت کی وضاحت ان کے لئے لگائی ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ (آل عمران)

اور جب اللہ نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے عہد لیا۔ کہ تم اس کتاب کو لوگوں کے سامنے وضاحت سے بیان کرنا۔ اور اسے مت چھپانا۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُونَ (البقرة ع۱۹)

وہ لوگ جو ہماری نازل کردہ کھلی نشانیاں اور ہدایت کی باتیں جن کی ہم نے کتاب (قرآن کریم) میں پوری پوری وضاحت کر دی ہے۔ اس کے بعد ان کو کسی وقتی مصلحت کو مدنظر رکھ کر یا لوگوں سے ڈر کر چھپا لیتے ہیں۔ تو ان لوگوں پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ اور دیگر لعنت کرنے والے (فرشتے وغیرہ) بھی لعنت کرتے ہیں۔

اگر ایسے نہ ہوتا۔ کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے علم کی نعمت سے نوازا ہے۔ کہ وہ لوگوں کے سامنے اسے بیان کرے۔ تو اس کے لئے یہی کافی تھا۔ جو ہم ذکر کر چکے ہیں۔ کہ عالم لوگ دائرہ تکلیف سے کسی وقت خارج نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اپنے علم کی بناء پر ان کو زیادہ مکلف بنایا بنایا ہے۔ جب وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تو ان کا یہ گناہ اور جرم جاہل کے گناہ کی

نسبت زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اور اس کی سزا بھی سخت ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے اپنی کلام پاک میں فرمایا ہے۔ کہ جس شخص سے جہالت اور نادانی کی وجہ سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے۔ اور جو عمداً جان بوجھ کر کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو وہ دونوں ایک ہی قسم کی سزا کے مستحق نہیں۔ بلکہ ان کے گناہ کی نوعیت مختلف ہونے کی وجہ سے سزا کی نوعیت بھی بدل جائے گی۔ جیسے قرآن کریم کی کئی آیات میں علمائے یہود کے ارتکاب جرم کا ذکر آیا ہے۔ کہ انھوں نے اللہ کی شریعت کی مخالفت پر کمر باندھی ہوئی تھی۔ حالانکہ تورات ان کے پاس تھی۔ اس کو خود پڑھتے۔ اور دوسروں کو اس کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ چنانچہ متعدد مقامات پر ان کی اس برائی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کو ڈانٹ ڈپٹ پلائی گئی ہے۔ جیسے ایک صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ کہ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سب سے پہلے ایسے عالم کو جہنم میں پھینکا جائے گا۔ جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا ہے۔ لیکن خود اس نیکی سے محروم ہے۔ لوگوں کو برائی سے روکتا ہے۔ لیکن خود اس برائی میں مبتلا ہے۔

علماء پر شریعت کی پابندیاں زیادہ ہیں

الغرض یہ بات واضح ہے۔ کہ علم کی کثرت اور اس کے حامل کا درجہ عرفان تک پہنچنا اس سے شرعی امور اور فرائض کو ساقط نہیں کرتا۔ اور نہ اس میں تخفیف کا موجب بنتا ہے۔ بلکہ صاحب علم پر دیگر لوگوں کی نسبت زیادہ پابندی ہوتی ہے ایسے کچھ مزید ایسے امور اور فرائض کو سرانجام دینا ہوتا ہے۔ جن سے جاہل اور ناخواندہ لوگ مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ اور اسے ایسے امور کا مکلف بنایا جاتا ہے۔ جن کی پابندی جاہل کیلئے ضروری نہیں۔ اس کا گناہ بھی عوام کی نسبت زیادہ سخت شمار ہوگا۔ اور اس کی سزا بھی زیادہ سخت ہوگی۔ جس شخص کو امور شریعت میں معمولی سی واقفیت ہوگی۔ وہ اس کی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں قرآنی آیات اور احادیث نبوی اس قدر کثرت سے آئی ہیں۔ کہ اگر ان تمام کو جمع کیا جائے۔ تو ایک مستقل تصنیف اور بہت بڑی کتاب بن جائے گی۔ لیکن اس کے متعلق بحث وتمحیص کرنا ہمارا مدعا اور نصب العین نہیں۔ بلکہ اس سے ہماری غرض وغایت یہ ہے۔ کہ جیسے ایک جاہل امور شریعت کا پابند ہے۔ ویسے ہی ایک جید اور متبحر عالم پر شریعت کی پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ اور کتاب وسنت کی پیروی کرنا دونوں پر یکساں لازم ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی وضاحت

کر چکے ہیں۔ کہ شریعت میں جاہل کے مرتبہ اور عالم کے مرتبہ میں کافی تفاوت ہے۔ کیونکہ شریعت کے بعض امور میں عالم کو مکلف بنایا گیا ہے۔ اور اس کی اہم ڈیوٹی شمار کی گئی ہے۔ اس کے برعکس جاہل کو اس کا مکلف نہیں بنایا گیا۔ اور نہ ہی اس کو اس کے فرائض میں گردانا گیا ہے۔

ایک متبحر عالم بھی غلطی کا پتلا ہے

اس سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ باہمی کسی مسئلہ میں اختلاف کرنے والے علماء یا ان کے پیروکاروں اور اقتدا کرنے والوں میں سے کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ کہے کہ فلاں شخص جو کچھ کہہ رہا ہے۔ وہی حق ہے۔ کسی اور کی بات حق و صداقت پر مبنی نہیں۔ یا فلاں عالم کی بات فلاں عالم سے زیادہ مبنی بر حقیقت ہے۔ اگر اسے کچھ علم و دانش ہے۔ تو اس پر لازم ہے۔ کہ اختلافی مسئلہ میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کرے۔ کیونکہ جس کے پاس کتاب و سنت کی دلیل ہو گی وہ حق پر ہو گا۔ اور اسے حق پر کہنا اولیٰ ہو گا۔ اور کتاب و سنت کی دلیل جس کے خلاف ہو گی۔ وہ مخطی ہو گا۔ اور اسے غلطی پر تصور کیا جائے گا۔ لیکن اس غلطی اور خطا کا اس پر کوئی گناہ یا مواخذہ نہیں ہو گا۔ بشرطیکہ اجتہاد کرنے میں اس نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ہو۔ ایسی صورت میں اسے معذور تصور کیا جائے گا۔ بلکہ اسے اجتہاد کرنے کا اجر ملے گا۔ جیسے صحیح حدیث میں مذکور ہے۔

عالم کو اجتہاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

جب کوئی حاکم اجتہاد کر کے حقیقت حال سے آگاہ ہو جائے۔ تو اسے دو گنا ثواب ہو گا۔ لیکن اگر وہ اجتہاد کرنے میں غلطی کا شکار ہو جائے۔ تو پھر بھی اسے ثواب سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ اسے اجتہاد کرنے کا ثواب ہو گا۔

صداقت کا معیار کتاب و سنت ہے۔

تو آپ کو یہی بات جاننا کافی ہے۔ کہ خطا کرنے سے بھی اس کے فاعل کو ثواب سے محروم نہیں کیا جائیگا۔ مگر یہ ثواب صرف مجتہد کے لئے ہے۔ جب کہ وہ اجتہاد کرنے میں خطا کر جائے۔ لیکن کسی دوسرے کے لئے اس وقت اس کی اتباع جائز نہیں ہو گی۔ اور نہ ہی اس کی معذوری کے مطابق معذور تصور کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی طرح اسے ثواب نہیں ہو گا۔ بلکہ اس کے سوا باقی تمام لوگ جو امور شریعت کے مکلف ہیں۔ وہ خطا کے معاملہ میں اپنے امام یا بزرگ کی اقتداء ترک کر دیں۔ اور حق و صداقت کی طرف لوٹیں۔ حق و صداقت وہی ہو گا۔

جس پر کتاب و سنت کی مہر ثبت ہو گی۔ جب اہل علم کا باہمی کسی مسئلہ میں نزاع ہو جائے تو اس کے فیصلے کے لئے کتاب و سنت کی طرف رجوع کیا جائے۔ تو جس کے پاس کتاب و سنت کے دلائل ہوں گے۔ وہی حق پر ہو گا۔ خواہ وہ تن تنہا ہو۔ اس کے برعکس جس کے پاس کتاب و سنت کے دلائل مفقود ہوں گے۔ وہ باطل پر تصور ہو گا۔ اور خطا وار شمار ہو گا۔ خواہ انبوہ کثیر اس کا ہمنوا ہو۔ کسی عالم، متعلم یا کسی صاحب خرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ کہے۔ کہ جس عالم کا پیرو کار ہوں۔ پرچم حق اسی کے ہاتھ میں لہرا رہا ہے۔ خواہ کتاب و سنت کے دلائل اس کی تائید کرنے سے انکار کریں۔ یہ بہت بڑی جہالت، قابل مذمت تعصب اور دائرہ انصاف سے تجاوز ہے۔ اس لئے کہ حق و صداقت کی پہچان مردوں سے نہیں ہوتی بلکہ حق کی کسوٹی سے مردوں کو پہچانا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک یقینی امر ہے کہ مجتہد علماء اور ائمہ متقدمین میں سے کوئی شخص معصوم نہیں اور جس کی معصومیت غیر یقینی ہے۔ اس سے غلطی سرزد ہونے کا ہر وقت امکان رہتا ہے۔ جیسا کہ اس کا کام صواب اور درست بھی ہو سکتا ہے کیونکہ کبھی تو وہ درست اور صحیح کام کرتا ہے اور کبھی اس سے خطا بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کی خطا اور ثواب کا پتہ لگانا کتاب و سنت کی کسوٹی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے اسے کتاب و سنت کے معیار سے پرکھیں گے۔ اور اس پر تنقید کریں گے۔ اگر ان دونوں کے معیار کے مطابق ہو گا تو اس کی بات پر مہر ثواب ثبت کی جائے گی۔ اگر ان کے معیار کے مطابق نہیں ہو گا تو اسے خطا پر محمول کیا جائے گا۔ اس معاملہ میں قرن اول سے لے کر آج تک تمام اگلے پچھلے اور چھوٹے بڑے علماء متفق ہیں۔ جسے معمولی سا علم ہے وہ بھی اسے جانتا ہے اور معمولی سی معرفت رکھنے والا بھی اس سے آگاہ ہے۔

ناقص علم کی حالت میں بحث کرنا بے معنی ہے

جو شخص اس بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کا اعتراف نہیں کرتا۔ تو وہ اپنے نفس کو مجرم گردانے اور یہ جان لے کہ اس نے ایسے معاملہ میں غور و فکر کیا ہے جو اس کی شان کے خلاف ہے اور اس کی قدرت سے باہر ہے اور اس کا فہم اسے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنے قلم اور زبان پر پابندی لگائے۔ اور تحصیل علم میں مشغول ہو جائے علوم اجتہاد حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے۔ وہ ایسا علم سیکھے۔ جس سے اسے کتاب و سنت کی معرفت میں مدد ملے۔ ان کے معانی کی پہچان ہو اور دلائل

میں تمیز کرنے کی قوت پیدا ہو۔ سنت اور اس کے متعلقہ علوم میں بحث وتحیص کے لئے معاون ہو تاکہ صحیح اور ضعیف کے مابین امتیاز کر سکے۔ حدیث مقبول اور مردود کی تمیز میں اسے کوئی دقت پیش نہ آئے اور امت کے ائمہ کبار اور سلف اور خلف کی کلام پر غور وفکر کرنے کا موقعہ ملے تاکہ ان کے ذریعے اپنے مطلوب کو حاصل کرنے میں اسے کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا اور جو امور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ان میں مشغول ہو جائے گا تو اس کا نتیجہ ندامت اور شرمندگی ہو گا۔ کیونکہ اس نے کوتاہی کی ہے کہ وہ ان علوم کو حاصل کرنے سے پہلے ہی اس میں مشغول ہو گیا۔ پھر وہ خواہش کرے گا کہ کاش! وہ لایعنی بات کرنے سے باز رہتا اور جس بات کا اُسے علم نہیں اس میں مداخلت نہ کرتا۔ ہمیں ہادئ اکبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسا اچھا ادب سکھلایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم فرمائے جو اچھی بات کہتا ہے یا خاموش رہتا ہے۔"

یہ اس شخص کے متعلق فرمایا جو لابدّی اور ضروری علوم حاصل کرنے سے پیشتر علم کے بحرِ عمیق میں غوطہ زنی کرتا ہے۔ اور علماء سے تعصب اور ہٹ دھرمی کا مشغلہ بنائے رکھتا ہے۔ اور جس بات کا علم اسے نہیں اور نہ اسے سمجھنے کی اسے اہلیت ہے۔ اس کے صواب وخطا ہونے کے متعلق فیصلہ صادر کرتا ہے۔ نہ کوئی اچھی بات سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور نہ اس کی زبان پر سکوت کی کیفیت طاری ہو سکتی ہے۔ تو ایسے شخص نے وہ ادب نہیں سیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلانا چاہا۔

نزاع کی صورت میں کتاب وسنت کا فیصلہ ناطق ہو گا جب ہماری ذکر کردہ عبارت سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ کسی مسئلہ میں باہمی نزاع اور اختلافات کی صورت میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ قرآنی نص اور مسلمانوں کا اجماع اس کے شاہد ہیں تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ علماء کی خطا معلوم کرنے کا کوئی اور طریقہ بھی ہے۔ جبکہ کسی مسئلہ میں ان کا اختلاف اور نزاع پیدا ہو جائے تو تو یہ لوگ سراسر کتاب اللہ کی مخالفت کرتے ہیں اور اجماعِ امت کی خلاف ورزی کرتے ہیں آپ ذرا غور وفکر کریں۔ اللہ آپ کی صحیح رہنمائی فرمائے۔ وہ غلط بات کہہ کر گناہ

کا مرتکب ہوا ہے۔ وہ اس واضح غلطی کے باعث کیسی مصیبت میں پھنس گیا۔ اس کے تصور اور غلطی نے اسے کیسی پریشانی میں مبتلا کر دیا۔ اور اس بات نے جو کہنے کے لائق نہیں تھی۔ اسے کیسی تکلیف میں مبتلا کر دیا۔

نزاع کی ایک مثال

میں نے اہل علم کے باہمی نزاع اور اختلاف کے متعلق جو ذکر کیا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور کتاب اللہ اور سنتِ رسول کی طرف اختلاف کی صورت میں رجوع کرنے کی کیفیت کا اظہار کرتا ہوں کہ صواب و خطا کو ہم جان لیں۔ اور ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ حق و صداقت کا پرچم کس کے ہاتھ میں ہے اور کذب و باطل کے پرچم کے نیچے کون ہے تاکہ حق کی پوری پوری پہچان ہو جائے۔ اور اسلام کا کوئی گوشہ مخفی نہ رہے۔ جب کسی شے کی کوئی مثال پیش کی جاتی ہے اور اس جیسی دیگر نظائر کو پیش کیا جاتا ہے تو حقیقت کی پوری پوری وضاحت ہو جاتی ہے۔ تاکہ ارباب عقل و دانش پر کچھ مخفی نہ رہے۔ مزید براں ناخواندہ اور ناواقف لوگوں کو بھی اس کی کچھ واقفیت ہو جائے۔ نیز اس مسئلہ کو جس کا ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ بطور مثال پیش کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ اس کی وضاحت مطلوب ہے۔ یہ مسئلہ وہ ہے جس کے متعلق ہمارے زمانے میں ہمارے شہر کے کچھ لوگوں میں تلخ کلامی ہوئی۔ خصوصاً آج کل جو کھینچا تانی ہے اس کے کچھ اسباب ہیں جو کسی سے مخفی نہیں۔

وہ مسئلہ ہے کہ کیا قبروں کو اونچا کرنا اور ان پر قبے بنانا جیسے لوگ مسجدوں اور قبروں پر گنبد وغیرہ بناتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

(جاری ہے)